85101 ـ کیا منگیتر کو عیب بتانا ضروری ہے یا کہ اس کے گھر والوں کو ؟

سوال

میں پچیس برس کا جوان ہوں اور میرے مادہ منویہ میں سپرم کمزور ہیں، جو ایک سے پانچ فیصد تك ہیں ڈاكٹر حضرات كا كہنا ہے كہ اس سے حمل نہیں ٹھر سكتا، اور مصنوعی طريقہ سے ہو سكتا ہے ليكن اس كا امكان بھی بہت كم ہے.
اب ميں ايك لڑكی سے منگنی كرنا چاہتا ہوں، ميں نے بڑی وضاحت كے ساتھ اس كو سارا معاملہ كہہ ديا ہے، وہ راضی و خوشی اور ايمان كے ساتھ قبول كر رہی ہے كہ سب كچھ اللہ كے ہاتھ ميں ہے.
ميرا سوال يہ ہے كہ: آيا يہ سب كچھ اس كے گھر والوں كو بتانا چاہيے يا كہ نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر لڑكی كو علم ہو كہ سپرم كمزور ہيں اور اولاد نہ ہونے كا احتمال ہے اور اس كے باوجود لڑكی شادی كرنے پر راضی ہو لڑكی عاقل و بالغ ہو تو يہ كافی ہے، اور اس كے ولی كو يہ سب كچھ معلوم ہونے پر موقوف نہيں ہوگا، كيونكہ يہ لڑكی كا حق ہے.

فقھاء كرام نے بيان كيا ہے كہ بيوی يا خاوند كو جب علم ہو جائے كہ ان ميں سے كسی ايك ميں ايسا عيب پايا جاتا ہے جو نكاح فسخ كرنے كا باعث ہے، چاہے علم عقد نكاح كے وقت ہو يا بعد ميں اور وہ اس عيب پر راضی ہو تو فسخ كا اختيار ساقط ہو جائيگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ان عيوب كے ساتھ اختيار كا ثبوت اس وقت ہو گا جب اسے عقد نكاح كے وقت علم نہ ہو، اور نہ ہی وہ عقد نكاح كے بعد اس پر راضی ہو، چنانچہ اگر عقد نكاح ميں اس كو علم ہو گيا يا بعد ميں علم ہوا اور وہ اس پر راضی ہو جائے تو اسے كوئی اختيار حاصل نہيں ہوگا، اس ميں ہميں كسی اختلاف كا علم نہيں " انتہی

ديكھيں: (7 / 142).

اور المدونۃ ميں درج ہے:

میں نے کہا: یہ بتائیں کہ اگر عورت نے کسی ایسے شخص سے شادی کر لی جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو، یا وہ شخص خصی ہو اور عورت کو اس کا علم بھی ہو تو ؟

ان کا کہنا تھا: اس کو کوئی اختیار نہیں رہےگا، امام مالك رحمہ اللہ نے ایسے ہی کہا ہے.

وہ کہتے ہیں: امام مالك رحمہ اللہ کا قول ہے: جب عورت کسی خصی مرد سے شادی کرے اور اسے اس کا علم نہ ہو تو عورت کو جب اس کا علم ہو جائے تو اسے اختیار حاصل ہوگا چنانچہ امام مالك کا قول ہے کہ: جب اسے علم ہو جائے تو اسے کوئی اختیار نہیں رہےگا " انتہی

دیکھیں: المدونۃ (2 / 144).

اور کشاف القناع میں درج ہے:

" چنانچہ اگر خاوند اور بیوی میں سے جسے کوئی عیب نہیں اسے عقد نکاح کے وقت دوسرے میں عیب کا علم ہو تو اسے کوئی اختیار نہیں ہوگا، یا پھر عقد نکاح کے بعد اسے عیب کا علم ہوا اور وہ اس پر راضی ہو گیا تو بھی اسے کوئی اختیار نہیں ہوگا، المبدع میں ہے: ہمارے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں " انتہی بتصرف

دیکھیں: کشاف القناع (5 / 111).

اور سرخسی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اگر عورت نے ان (یعنی کٹے ہوئے عضو تناسل والے شخص یا خصی یا بانجھ شخص سے) میں سے کسی ایك سے شادی کر لی اور اسے اس کی حالت کا علم ہو تو اس عورت کو کوئی اختیار نہیں رہےگا؛ کیونکہ جب اس نے اس شخص کی حالت کا علم ہونے کے باوجود عقد نکاح کیا تو وہ اس پر راضی تھی، اور اگر وہ عقد نکاح کے بعد اس پر راضی ہوئی اور کہا کہ میں راضی ہو تو بھی اختیار ساقط ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: المبسوط (5 / 104).

مزید آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (29 / 69) بھی دیکھیں.

یہ معلوم ہے کہ جن عیوب کو علماء نے مرحلہ وار ذکر کیا ہے سپرم کی کمی ان سے کم ہے.

علماء کرام کی کلام اس میں ظاہر ہے کہ: عیب کے متعلق علم عورت کے لیے کافی ہے، اور اس کے گھر والوں کو بتانا شرط نہیں.

اور اولاد پیدا کرنے کا مسئلہ ایك ایسا مسئلہ ہے جسے کو ہم و غم نہیں بنا لینا چاہیے، کتنے ہی ایسے افراد ہیں جنہیں بہت کچھ کہا گیا، لیکن اللہ عزوجل نے اس کے باوجود نے اسے اولاد سے نوازا، چنانچہ حکم تو اللہ سبحانہ و تعالی کا ہے اور یہ فضل تو اسی کے ہاتھ میں ہے.

آپ کو اس کے لیے علاج معالجہ جیسے اسباب مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور اللہ سبحانہ و تعالی سے اس کا فضل مانگیں.

یہاں ہم یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ منگیتر آپ کے لیے ایك اجنبی عورت ہے جب تك اس سے نکاح نہ ہو جائے اس سے خلوت کرنی اور اسے چھونا جائز نہیں، اور شادی کے متعلق بھی بات چیت آپ اس کے ولی کے ساتھ ہی کریں.

واللہ اعلم .